روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
سوموار 28 جولائی 2014ء 29 رمضان 1435 ہجری 28 وفا 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 172

آج ہماری عید ہے

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک بار عید کا دن تھا۔ رسول کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اس وقت دو بچیاں جنگ بعاث کے واقعات پر مشتمل گیت گا رہی تھیں وہ پیشہ ور گانے والی نہیں تھیں۔ رسول اللہؐ بستر پر منہ دوسری طرف کر کے لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر بعد ابوبکر آئے مجھے ڈانٹا کہ رسول اللہؐ کے گھر میں شیطانی آلات کیوں بجائے جا رہے ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا' اے ابوبکر ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعه باب الحراب و باب سنة العیدین حدیث نمبر 897-899)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

تحفہ عید

حضرت مسیح موعود نے یکم جنوری 1903ء کو عیدالفطر کی مبارک صبح کو فجر کے وقت اپنے الہام بطور ہدیہ عید سنائے۔

فرمایا: اول ایک خفیف خواب جو کشف کے رنگ میں تھا مجھے دکھایا گیا کہ میں نے ایک لباس فاخرہ پہنا ہوا ہے اور چہرہ چمک رہا ہے پھر وہ کشفی حالت وحی الہی کی طرف منتقل ہوگئی چنانچہ وہ تمام فقرات وحی الہی کے جو بعض اس کشف سے پہلے اور بعض بعد میں تھے ذیل میں لکھے جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں:۔(۔)

خدا جو رحمان ہے تیری سچائی کو ظاہر کرنے کے لئے کچھ ظہور میں لائے گا خدا کا امر آ رہا ہے تم جلدی نہ کرو یہ ایک خوشخبری ہے۔

صبح پانچ بجے کا وقت تھا یکم جنوری 1903ء و یکم شوال 1320ھ روز عید جب میرے خدا نے مجھے یہ خوشخبری دی۔

نوٹ:۔ چونکہ ہمارے ملک میں یہ رسم ہے کہ عید کے دن صبح ہوتے ہی ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجا کرتے ہیں سو میرے خداوند نے سب سے پہلے یعنی قبل از صبح پانچ بجے مجھے اس عظیم الشان پیشگوئی کا ہدیہ بھیج دیا ہے۔ اس ہدیہ پر ہم شکر کرتے ہیں۔

(ملفوظات جلد دوم ص 625)

قادیان میں عیدالفطر

حضرت مسیح موعود نے نماز عید سے پیشتر احباب کے لئے میٹھے چاول تیار کروائے اور سب احباب نے مل کر تناول فرمائے۔ گیارہ بجے کے قریب خدا کا برگزیدہ سادے لباس میں ایک چوغہ زیب تن کئے (بیت) اقصیٰ میں تشریف لایا جس قدر احباب تھے انہوں نے دوڑ کر حضرت اقدس کی دست بوسی کی اور عید کی مبارک باد دی۔

اتنے میں حکیم نورالدین صاحب تشریف لائے اور آپ نے عید کی نماز پڑھائی اور ہر دو رکعت میں سورۃ فاتحہ سے پیشتر سات اور پانچ تکبیریں کہیں اور ہر تکبیر کے ساتھ حضرت اقدس (۔) نے گوش مبارک تک حسب دستور اپنے ہاتھ اٹھائے۔

ظہر کے وقت حضرت اقدس تشریف لائے تو کمر کے گرد ایک صافہ لپٹا ہوا تھا۔ فرمایا کہ

کچھ شکایت درد گردہ کی شروع ہو رہی ہے اس لئے میں نے باندھ لیا ہے ذرا غنودگی ہوئی تھی اس میں الہام ہوا ہے۔

"تاعود صحت"

فرمایا کہ

صحت تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ جب تک وہ ارادہ نہ کرے کیا ہوسکتا ہے۔ (ملفوظات جلد دوم ص 627)

مجاہدہ

فرمایا: عید رمضان اصل میں ایک مجاہدہ ہے اور ذاتی مجاہدہ ہے اور اس کا نام بذل الروح ہے۔ (ملفوظات جلد اول ص 327)

غریبوں کے ساتھ عید کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:۔

عیدوں کے موقع پر اپنے غریب ہمسایوں، ضرورتمندوں کے ساتھ شامل ہونے کی کوشش کریں، ان کے کچھ غم ان کے گھروں میں جا کر دیکھیں اور ان کے غم بانٹیں۔ اپنی خوشیاں ان کے پاس لے کر جائیں اور اپنی خوشیاں ان کے ساتھ بانٹیں یا اپنے گھر میں ان کو بلائیں غرضیکہ غریبوں کے ساتھ عید کرنے سے بہتر دنیا میں اور کوئی عید نہیں خدا آپ کو غریبوں کی خدمت میں زیادہ ملے گا۔ اور یہ ایک ایسا آزمودہ نسخہ ہے جس نے کبھی خطا نہیں کی۔ جو خدا کے بے کس مجبور بندوں سے پیار کرتا ہے۔ لازماً خدا اس سے پیار کرتا ہے کبھی اس میں کوئی تبدیلی تم نہیں دیکھو گے۔ اپنی عیدوں کو غریبوں کی خدمت سے سجالیں...... پھر آپ کی عید ایسی ہوگی جو زمینی عید نہیں رہے گی بلکہ آسمان پر بھی یہ عید کے طور پر لکھی جائے گی اور اس کی خوشیاں دائمی ہوں گی اور اس کی برکتیں دائمی ہوں گی۔

(الفضل 23 دسمبر 2000ء)

اور آئندہ عید میں بھی میرا وہ پیغام یاد رکھیں کہ آپ کی سچی عید تب ہوگی جب آپ غریبوں کی عید کریں گے۔ ان کے دکھوں کو اپنے ساتھ بانٹیں گے۔ ان کے گھر پہنچیں گے، ان کے حالات دیکھیں گے، ان کی غریبانہ زندگی پر ہوسکتا ہے آپ کی آنکھوں سے کچھ رحمت کے آنسو برسیں۔ کیا بعید ہے کہ وہی رحمت کے آنسو آپ کے لئے ہمیشہ کی زندگی سنوارنے کا موجب بن جائیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 5/اپریل 1996ء)

عید مبارک

ادارہ الفضل کی طرف سے احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کی خدمت میں عید مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ خوشیوں اور برکتوں والی ہزاروں عیدیں دیکھنی نصیب فرمائے۔ آمین

لفظ اللہ کے لغوی اور اصطلاحی معانی اور برکات

اللہ اس ذات کامل کا نام ہے کہ جو معبود برحق اور مستجمع جمیع صفات کاملہ ہے

اللہ

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذاتی نام اللہ قرآن کریم میں سب سے زیادہ بار آیا ہے اور قرآن کریم کی کل 6356 آیات میں سے 1936 آیات میں اللہ کا نام کل 2815 بار آیا ہے۔

اللہ کے لغوی معنے

ذات واجب الوجود کا نام اَللّٰھُمَّ اے خدا۔ اے اللہ

علم الاِلٰھِیَّات ۔وہ علم جس میں اللہ کی ذات و صفات سے بحث ہو۔ (المنجد صفحه 61)

حضرت امام راغب اصفہانیؒ مُفردات القُرآن میں بیان کرتے ہیں۔

(1) بعض کا قول ہے کہ اللہ کا لفظ اصل میں اِلٰــہٌ ہے ہمزہ (تخفیفًا) حذف کر دیا گیا ہے۔ اور اس پر الف لام لا کر باری تعالیٰ کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اسی تخصیص کی بنا پر فرمایا: هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا (مریم:66) کیا تو اس کا کوئی ہمنام جانتا ہے۔

(2) بعض نے کہا ہے کہ اِلٰــہٌ اصل میں وِلَاہٌ ہے واؤ کو ہمزہ سے بدل کر اِلاہ بنالیا ہے اور وَلِــہَ کے معنی عشق و محبت میں وارفتہ اور بیخود ہونے کے ہیں اور ذاتِ باری تعالیٰ سے بھی چونکہ تمام مخلوق کو والہانہ محبت ہے اس لئے اسے اَللہ کہا جاتا ہے اگرچہ بعض چیزوں کی محبت تسخیری ہے جیسے جمادات اور حیوانات اور بعض کی تسخیری اور ارادی دونوں طرح ہے جیسے بعض انسان۔ اسی لئے بعض حکماء نے کہا ہے کہ ذات باری تعالیٰ تمام اشیاء کو محبوب ہے اور آیت کریمہ وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ ...... (بنی اسرائیل: 45) اور کوئی چیز نہیں مگر وہ اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کر رہی ہے لیکن حال یہ ہے کہ تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں۔ بھی اسی معنی پر دلالت کرتی ہے۔

(مُفردات القُرآن اردو زیر لفظ اللہ صفحہ 38-39)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

اللّٰہ کا لفظ بھی اسم جامد ہے مشتق نہیں۔ نہ یہ کسی اور لفظ سے بنا ہے اور نہ اس سے کوئی اور لفظ بنا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد 1 صفحہ 11)

اللہ کی عظمت وشان

شعب ابی طالب کا واقعہ اور معاہدۂ قریش

پے درپے ناکامیوں اور ذلتوں نے قریش کے تن بدن میں آگ لگا دی تھی۔ چنانچہ انہوں نے باہم مشورہ کر کے فیصلہ کیا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام افرادِ بنو ہاشم اور بنو مطلب کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات قطع کر دیئے جائیں اور اگر وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت سے دستبردار نہ ہوں تو ان کو ایک جگہ محصور کر کے تباہ کر دیا جائے۔ چنانچہ محرم 7 نبوی میں ایک باقاعدہ معاہدہ لکھا گیا کہ کوئی شخص خاندانِ بنو ہاشم اور بنو مطلب سے رشتہ نہیں کرے گا اور نہ ان کے پاس کوئی چیز فروخت کرے گا۔ نہ ان سے کچھ خریدے گا اور نہ ان کے پاس کوئی کھانے پینے کی چیز جانے دے گا اور نہ ان سے کسی قسم کا تعلق رکھے گا۔ جب تک کہ وہ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے الگ ہو کر آپؐ کو ان کے حوالے نہ کر دیں۔ یہ معاہدہ باقاعدہ لکھا گیا اور تمام بڑے بڑے رؤساء کے اس پر دستخط ہوئے اور پھر کعبہ کی دیوار کے ساتھ آویزاں کر دیا گیا۔ چنانچہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام بنو ہاشم اور بنو مطلب کیا مسلم اور کیا کافر (سوائے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب کے جس نے اپنی عداوت کے جوش میں قریش کا ساتھ دیا) شعب ابی طالب میں جو ایک پہاڑی درّہ کی صورت میں تھا، محصور ہوگئے اور شعب ابی طالب میں جو گویا بنو ہاشم کا خاندانی درہ تھا قیدیوں کی طرح نظر بند کر دیئے گئے۔ جب اس بائیکاٹ پر قریباً تین سال کا عرصہ گزر گیا، تو ایک دن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے چچا ابوطالب سے فرمایا: اے میرے چچا یقیناً اللہ تعالیٰ نے قریش کے صحیفے پر دیمک کو مسلط کر دیا ہے۔ جو اللہ کے اسمائے گرامی کو چھوڑ کر ظلم وقطع اور بہتان پر مشتمل سارے الفاظ کو صاف کر گیا ہے۔ جب اسے دیکھا گیا تو صرف بِاسْمِكَ اللّٰھُمَّ باقی رہ گیا تھا۔

(ماخوذ از سیرت النبی ﷺ ابن ہشام حصہ اول)

تلوار سونتنے والے سے حفاظت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نجد کی طرف جنگ کے لئے نکلے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے تو وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ لوٹے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کو ایک وادی میں جس میں کثرت سے ببول کے درخت تھے۔ دوپہر آ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُتر پڑے اور لوگ اِدھر اُدھر بکھر کر درختوں کے سائے میں چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک ببول کے درخت کے نیچے ڈیرہ لگایا اور اپنی تلوار اس سے لٹکا دی اور ہم تھوڑی دیر کے لئے سو گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہمیں بلا رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک بدوی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس شخص نے میری تلوار مجھ پر سونت لی۔ جبکہ میں سو رہا تھا۔ میں جاگ اُٹھا اور وہ تلوار اس کے ہاتھ میں ننگی تھی۔ اس نے مجھ سے کہا کہ تمہیں مجھ سے کون بچائے گا میں نے تین بار کہا اللہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس بدوی کو سزا نہ دی اور وہ بیٹھ گیا۔

(صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر باب من علق سیفہ بالشجر فی السفر)

حضرت بشر حافیؒ کا واقعہ

ایک مرتبہ حالت دیوانگی میں کہیں چلے جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک کاغذ پڑا ہوا ملا جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا۔ آپ نے اس کاغذ کو عطر سے معطر کر کے کسی بلند مقام پر رکھ دیا۔ اور اسی شب خواب میں دیکھا کہ کسی درویش کو منجانب اللہ یہ حکم ملا کہ بشر حافی کو یہ خوشخبری سنا دو کہ ہمارے نام کو معطر کر کے جو تم نے تعظیمًا ایک بلند مقام پر رکھا ہے اس کی وجہ سے ہم تمہیں بھی پاکیزہ مراتب عطا کریں گے۔

(تذکرۃ الاولیاء مترجم باب نمبر 12 صفحہ 103)

اَللّٰہ میرے پیارے اَللّٰہ

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود کی جب وفات ہوئی ہے۔ تو آپ کی زبان پر آخری الفاظ یہ تھے۔

اَللّٰہ میرے پیارے اَللّٰہ

(تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 541)

اَللّٰہ اسم اعظم

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود تلوار والے واقعہ کے بارہ میں فرماتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کا یہ فرمانا عام انسانوں کی طرح نہ تھا۔ اَللّٰــہ جو خدا تعالیٰ کا ایک ذاتی اسم ہے اور جو تمام جمیعِ صفاتِ کاملہ کا مستجمع ہے۔ ایسے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے منہ سے نکلا اور دل پر ہی جا کر ٹھہرا۔ کہتے ہیں کہ اسمِ اعظم یہی ہے اور اس میں بڑی بڑی برکات ہیں۔...... آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے اخلاقِ فاضلہ کا نمونہ دکھایا اور کہا۔ جا تجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ مروّت اور شجاعت مجھ سے سیکھ۔ اس اخلاقی معجزہ نے اُس پر ایسا اثر کیا کہ وہ مسلمان ہوگیا۔

سِیَر میں لکھا ہے کہ ابوالحسن خرقانی کے پاس ایک شخص آیا۔ راستہ میں شیر ملا اور کہا کہ اللہ کے واسطے پیچھا چھوڑ دے۔ شیر نے حملہ کیا اور جب کہا۔ ابوالحسن کے واسطے چھوڑ دے، تو اس نے چھوڑ دیا۔ شخصِ مذکور کے ایمان میں اس حالت نے سیاہی سی پیدا کر دی۔ اور اس نے سفر ترک کر دیا۔ واپس آ کر یہ عُقدہ پیش کیا۔ اس کو ابوالحسن نے جواب دیا کہ یہ بات مشکل نہیں۔ اللہ کے نام سے تو واقف نہ تھا۔ اللہ کی سچی ہیبت اور جلال تیرے دل میں نہ تھا اور مجھ سے تُو واقف تھا۔ اس لئے میری قدر تیرے دل میں تھی۔ پس اللہ کے لفظ میں بڑی بڑی برکات اور خوبیاں ہیں بشرطیکہ کوئی اس کو اپنے دل میں جگہ دے اور اس کی ماہیت پر کان دھرے۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 63)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: مَیں اللہ ہوں میرے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں۔ جس شخص نے بھی میری توحید کا اقرار کیا...... وہ میرے قلعہ میں داخل ہوگیا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے امن میں آ گیا۔

(کنز العمال حصہ اول فصل سوم، اردو ترجمہ حدیث نمبر 127)

1883ء میں حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا:

وَمَنْ کَانَ لِلّٰہِ...... اور جو شخص خدا کے لئے ہو جائے خدا اس کے لئے ہو جاتا ہے۔

(تذکرہ صفحہ 62)

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:

قرآن شریف کی اصطلاح میں اَللّٰہ اُس ذاتِ کامل کا نام ہے کہ جو معبودِ برحق اور مستجمع جمیع صفاتِ کاملہ اور تمام رزائل سے منزّہ اور واحد لاشریک اور مبدءِ جمیع فیوض ہے۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک قرآنِ شریف میں اپنے نام اَللّٰہ کو تمام دوسرے اسماء وصفات کا موصوف ٹھہرایا ہے اور کسی جگہ کسی دوسرے اسم کو یہ رتبہ نہیں دیا۔ پس اللہ کے اسم کو بوجہ موصوفیت تامہ ان تمام صفتوں پر دلالت کرتا ہے۔ جن کا وہ موصوف ہے اور چونکہ وہ جمیع اسماء اور صفات کا موصوف ہے اس لئے اس کا مفہوم یہ ہوا کہ وہ جمیعِ صفاتِ کاملہ پر مشتمل ہے۔

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 435)

فرمایا: قرآن کی اصطلاح کی رو سے اَللّٰہ اس ذات کا نام ہے جس کی تمام خوبیاں حُسن واحسان کے کمال کے نقطہ پر پہنچی ہوئی ہوں اور کوئی منقصت اس کی ذات میں نہ ہو۔ قرآن شریف میں تمام صفات کا موصوف صرف اَللّٰــہ کے اسم کو ہی ٹھہرایا ہے تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ اَللّٰــہ کا اسم تب متحقق ہوتا ہے کہ جب تمام صفات کاملہ اس میں پائی جائیں۔

(ایام صلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 247)

فرمایا: اَللّٰہ حیّ قیّوم بالاتفاق خدا کا اسم اعظم ہے جس کے معنے ہیں روحانی اور جسمانی طور پر زندہ کرنے والا اور ہر دو قسم کی زندگی کا دائمی سہارا اور قائم بالذات اور سب کو اپنی ذاتی کشش سے قائم رکھنے والا اور اَللّٰــہ جس کا ترجمہ ہے وہ معبود۔ یعنی وہ ذات جو غیر مدرک اور فوق العقول اور وراء الوراء اور دقیق در دقیق جس کی طرف ہر ایک چیز عابدانہ رنگ میں یعنی عشقی فنا کی حالت میں جو نظری فنا ہے یا حقیقی فنا کی حالت میں جو موت ہے رجوع کر رہی ہے۔ جیسا کہ ظاہر ہے کہ یہ تمام نظام اپنے خواص کو نہیں چھوڑتا گویا ایک حکم کا پابند ہے۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 268)

باقی صفحہ 7 پر

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ   مطبع: ضیاء الاسلام پریس   مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ   قیمت 5 روپے

عبدالسمیع خان

خطبات امام وقت ۔ روحانیت کا شیریں چشمہ

جماعت احمدیہ کے شدید معاند مولوی ظفر علی خان صاحب نے خلافت ثانیہ میں لکھا تھا کہ قادیان کا تانگہ بان سیاسی شعور میں ہندوستان کے بڑے بڑے لیڈروں سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ وہ مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی) کے خطبات سنتا ہے۔

یہ بات واقعی درست ہے اور ایک جم غفیر اس بیان کی تائید کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے علم وعرفان اور روحانیت کا جو چشمہ خلفاء احمدیت کے خطبات جمعہ وغیرہ کی صورت میں جاری کیا ہے۔ وہ اپنی نوعیت کا بہت منفرد اور شیریں چشمہ ہے۔

مکرم مجیب الرحمان صاحب ایڈووکیٹ جماعت احمدیہ کے بظاہر مذہبی علماء میں سے نہیں ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے دینی علوم پر انہیں گہری دسترس حاصل ہے اور بات کہنے کا ہنر بھی جانتے ہیں۔ وہ اپنے ایک مضمون میں تحریر فرماتے ہیں۔

ایک نشست میں کسی مسئلے پر رائے دینے کا اتفاق ہوا تو راجہ ظفر الحق جو خود ذوق بھی رکھتے تھے اور اسلامی علوم میں دلچسپی رکھتے تھے بے ساختہ پوچھنے لگے کہ جتنے مسائل ہماری اس چھوٹی سی مجلس میں زیر بحث آئے ہیں۔ ہمیشہ ہم نے عصری مسائل اور اسلام پر تمہاری معلومات کو نت نئی معلومات سے ہم آہنگ پایا ہے۔ آخر یہ تفصیلی مطالعہ کا وقت کہاں سے نکالتے ہو تو میں نے عرض کیا کہ مطالعہ کے وقت اور بھاری بھرکم کتب دیکھنے کا موقع تو نہیں ملتا۔ البتہ خلیفۃ المسیح کے خطابات یا الفضل کے مضامین سے بے شمار مواد مل جاتا ہے اور یہ صرف میرا تجربہ نہیں ہزاروں احمدیوں کا تجربہ ہے۔

(الفضل صد سالہ جوبلی سوونیئر صفحہ 73)

حقیقت یہ ہے کہ الفضل میں بھی جو کچھ شائع ہوتا ہے۔ اس کا ایک بڑا حصہ حضرت مسیح موعود یا خلفاء کے ارشادات پر براہ راست مشتمل ہوتا ہے یا اس سے مستفاد ہوتا ہے۔

مکرم احسن اسماعیل صدیقی صاحب مرحوم گوجرہ کے رہائشی تھے۔ 1936ء میں تحریر کرتے ہیں۔

یوں تو الفضل کا میں بے حد شائق ہوں۔ مگر جس دن الفضل کا خطبہ نمبر ملتا ہے۔ فرط مسرت سے جھومنے لگتا ہوں اور کسی ایسی جگہ کا متلاشی ہوتا ہوں۔ جہاں میرے مطالعہ میں کوئی چیز مخل نہ ہو سکے تا کہ میں چپ چاپ اپنے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے مبارک منہ سے نکلے ہوئے جادو اثر الفاظ پڑھوں۔ بار بار پڑھوں اور ایک کیف کے سمندر میں ڈوب جاؤں!!

میں نے ہرکارے کی آمد کے صحیح وقت کو معلوم کرنے کے لئے اپنے صحن کی دھوپ پر نشان لگا رکھا ہے۔ ہر پانچ منٹ کے بعد بے تابانہ اسے دیکھتا ہوں اور جونہی کہ دھوپ میرے مقررہ نشان پر آجاتی ہے۔ میں اپنے ڈرائنگ روم میں ہرکارے کے انتظار میں آبیٹھتا ہوں۔

میری ڈاک، عزیزوں کے خطوط، دوستوں کے محبت ناموں، چند ایک ادبی رسائل اور مختلف اخبارات پر مشتمل ہوتی ہے۔ مگر میری نظر ہمیشہ ایک چھوٹے سے تہہ شدہ اخبار پر پڑتی ہے۔ اس کا نام ''الفضل'' ہے۔ کھولتا ہوں اور اس میں ایسا کھو جاتا ہوں کہ باقی ماندہ ڈاک میری میز پر پڑی کی پڑی رہ جاتی ہے۔!!

28 مارچ 1936ء کو حسب معمول میں اخبار الفضل کا منتظر اپنے دروازے کے سامنے ادھر ادھر ٹہل رہا تھا کہ کسی کے بوٹوں کی آواز سنائی دی، پیچھے مڑ کر دیکھا تو پوسٹ مین ڈاک کے تھیلے میں سے کچھ خطوط اور اخبارات وغیرہ نکال رہا تھا۔ یہ میری ڈاک تھی۔ سنبھالی اور ڈرائنگ روم کا دروازہ بند کر کے تمام ڈاک کو پہلے کی طرح میز پر بکھیر دیا۔ میری نظر سرخ رنگ سے لکھے ہوئے الفضل پر پڑی۔ یہ خطبہ نمبر تھا۔ اٹھایا اور پڑھنے لگ گیا ایک ایک لفظ دل میں کھبتا جا رہا تھا اور ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ میرے سامنے کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ جب میں خطبہ پڑھتے پڑھتے ان الفاظ پر پہنچا کہ آؤ ہم پھر اپنے رب کے حضور سجدے میں گر جائیں اور اپنی سجدہ گاہوں کو۔ تو میری آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوگئیں۔ خطبہ کی آخری دعا، بڑی مشکل سے ختم کی اور اسی وقت اپنے رب کے حضور سجدہ کے لئے جھک گیا۔

(الفضل 7- اپریل 1936ء)

☆ایک صاحب نے اپنے احمدی ہونے سے قبل اپنے ایک احمدی دوست کے نام مندرجہ ذیل خط لکھا۔

الفضل اخبار نے میرے دل میں ایک خاص تبدیلی پیدا کر دی ہے خاص کر خلیفہ صاحب کے خطبات بہت مؤثر ثابت ہوئے ہیں۔ ان سادے مگر مسحور کر دینے والے خطبات کے بغور مطالعہ کے بعد زنگ آلودہ دلوں کی تسخیر یقینی اور لازمی امر ہے۔ اگر آج نہیں تو کل، کل نہیں تو پرسوں ضرور اس نیک دل اور روشن دماغ کی کرنیں گم گشتہ راہ لوگوں کے لئے ہدایت کا باعث ہوں گی۔

اگر آپ کے پاس بیعت فارم موجود ہوں تو ارسال کر کے ممنون فرمائیں ورنہ مرکز سے منگوانے کی تکلیف گوارا کریں۔

(الفضل 24 مئی 1936ء صفحہ 3)

حضرت مصلح موعود نے خطبہ جمعہ 1935ء میں فرمایا:

مجھے کل ہی ایک نوجوان کا خط ملا ہے۔ وہ لکھتا ہے میں احراری ہوں میری ابھی اتنی چھوٹی عمر ہے کہ میں اپنے خیالات کا پوری طرح اظہار نہیں کر سکتا۔ اتفاقاً ایک دن ''الفضل'' کا مجھے ایک پرچہ ملا جس میں آپ کا خطبہ درج تھا میں نے اسے پڑھا تو مجھے اتنا شوق پیدا ہو گیا کہ میں نے ایک لائبریری سے لے کر ''الفضل'' باقاعدہ پڑھنا شروع کیا پھر وہ لکھتا ہے خدا کی قسم کھا کر میں کہتا ہوں اگر کوئی احراری آپ کے تین خطبے پڑھ لے تو وہ احراری نہیں رہ سکتا۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ خطبہ ذرا لمبا پڑھا کریں۔ کیونکہ جب آپ کا خطبہ ختم ہو جاتا ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ دل خالی ہو گیا اور ابھی پیاس نہیں بجھتی۔ تو سچائی کہاں کہاں اپنا گھر بنا لیتی ہے وہ چھوٹے بچوں پر بھی اثر ڈالتی ہے اور بڑوں پر بھی۔

(خطبات محمود جلد 16 صفحہ 361)

1940ء میں غیر مبائعین کے سابق منتظم مہمان خانہ نے حضرت مصلح موعود کی خدمت میں تفصیلی خط لکھا کہ میں حضرت مسیح موعود کی بیعت میں تھا۔ مگر بعض وجوہ سے میں نے آپ کی بیعت نہ کی اور لاہور چلا آیا۔ مگر حضور کی عزت واحترام میرے دل میں موجود تھا۔ آہستہ آہستہ میں اہل لاہور سے دلبرداشتہ ہو گیا اور سیالکوٹ چلا گیا۔ وہاں اخبار الفضل روزانہ پڑھتا رہا اور اب میرے شکوک ختم ہو گئے ہیں۔ میں بیعت فارم پُر کر کے حضور کی خدمت میں ارسال کرتا ہوں۔

(الفضل 24 مئی 1940ء)

مکرم محمود مجیب اصغر صاحب لکھتے ہیں۔

خلافت ثالثہ کے ابتدائی سالوں میں جنوری 1967ء میں خاکسار کی سروس کا آغاز ہوا۔ خاکسار کے ایک غیر احمدی ساتھی انجینئر (جو خاکسار سے عمر میں 10، 15 سال بڑے تھے) خاکسار کے پاس آئے اور الفضل دیکھ کر پڑھنے میں گم ہو گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا کوئی خطبہ تھا۔ کہنے لگے میں آپ کے دوسرے امام حضرت مصلح موعود خلیفہ ثانی کے خطبے بھی پڑھتا رہا ہوں۔ اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی پُر زور تحریرات بھی پڑھی ہیں۔ حضرت مصلح موعود خلیفہ ثانی کے خطبے پڑھتے ہوئے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ آج میں نے حضرت خلیفہ ثالث کا خطبہ پہلی بار پڑھا ہے اور میری وہی کیفیت ہوئی ہے جو حضرت خلیفہ ثانی کا خطبہ پڑھ کر ہوا کرتی تھی۔ خاکسار نے انہیں بتایا کہ اب بھی آپ کو یقین نہیں ہوا کہ حضرت مسیح موعود کو خود خدا نے کھڑا کیا تھا اور آگے خلفاء وقت بھی خدا کے ہی انتخاب سے آتے ہیں اور ایک ہی قسم کی روحانی کیفیت رکھتے ہیں۔

خاکسار کے ایک احمدی دوست تھے انجینئر ابراہیم نصر اللہ درانی مرحوم وہ بتایا کرتے تھے کہ میرے والد آغا محمد بخش صاحب ایم اے انگلش تو حضرت مصلح موعود کے پُر زور خطبے پڑھ کر احمدی ہوئے تھے۔ انہیں یہ خیال آتا تھا کہ اگر اس موعود بیٹے کے اتنے پُر زور اور ایمان افروز اور ولولہ انگیز خطبے ہیں تو جس کا یہ بیٹا ہے ان کا کیا حال ہو گا! وہ کہتے تھے کہ والد صاحب برملا کہتے تھے کہ انہوں نے کسی اختلافی مسئلہ کا خیال نہیں کیا بلکہ ابتداء میں انہیں اختلافی مسائل کا پتہ بھی نہ تھا صرف خلیفہ ثانی کے

پُرزور خطبات اور تحریرات سے وہ احمدی ہوئے اور آگے متقی نسل چھوڑی۔

(الفضل 18 جون 2013ء صفحہ 9)

یہ سارے قصص اس دور کے ہیں جب خطبات کے ابلاغ کا واحد ذریعہ الفضل تھا۔ اب تو خدا نے ایسا فضل کیا ہے کہ براہ راست خطبہ سنتے ہیں اور لاکھوں احمدی ایک وقت میں یکجان ہو کر سنتے ہیں۔ ایسا نظارہ نہ فلک کی آنکھ نے پہلے دیکھا نہ آئندہ دیکھے گی۔

غیر بھی دیکھتے ہیں اور اپنے بنتے چلے جا رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’ایک انگریز...... جو تقریباً باقاعدہ جمعہ کے خطبے سنتا ہے اور شام کو دوبارہ ریکارڈنگ آتی ہے تو گھر والوں کو یا اس کی جب بیوی پوچھے تو کہتا ہے کہ میں فرائیڈے سرمن (Friday Sermon) سن رہا ہوں وہ عیسائی ہے اور باتوں کا اثر لیتا ہے...... اس نے بعض خطبات کے مضمون بیان کئے کہ یہ بڑی اچھی وقت کی ضرورت ہے جو خطبات بھی آتے ہیں وہ صرف جماعت کے لئے وقت کی ضرورت نہیں بلکہ لوگوں کے لئے وہ فائدہ مند ہو جاتے ہیں۔‘‘ (خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 727)

حضور کے بیان فرمودہ خطبات بعد میں الفضل میں شائع ہوتے ہیں اور ان کی بھی ایک مستقل افادیت ہے۔

مکرم حمید المحامد حامد صاحب اسلام آباد سے لکھتے ہیں۔

الفضل میں خطبات جمعہ کے مطالعہ کے دوران احساس ہوا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے کی سہولت ہمیں نصیب ہے اور ایم ٹی اے پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات حضور کی زبانی سننے کا ہمیں موقع ملتا ہے تاہم الفضل میں بالتفصیل خطبہ جمعہ کا بغور مطالعہ ایک اور لطف و سرور اور افادیت کا پہلو اپنے اندر رکھتا ہے۔

مطالعہ کے دوران انسان کو غور و فکر کرنے، بات کو بہتر طور پر ذہن نشین کرنے، عمل کی راہ متعین کرنے اور ارادہ باندھنے کا موقع ملتا ہے۔ یوں بھی ہر اچھی بات کی تکرار اچھی ہوتی ہے۔ بات کو سن کر پھر پڑھ کر انسان بہتر طور پر بات کو ذہن نشین کرتا ہے۔ یہ بات الفضل کے قارئین اور متوقع قارئین کے سامنے ہونی چاہئے۔ بعض دوست شاید ایم ٹی اے پر خطبہ سن کر اس کے پڑھنے کی ضرورت محسوس نہ کرتے ہوں۔

امۃ الباری ناصر صاحبہ لکھتی ہیں۔

کبھی دیتے ہیں ہم کو حوصلہ ہمت بڑھاتے ہیں
کبھی اللہ کے وعدوں کی خوشخبری سناتے ہیں
کبھی آیات قرآنی کی تصویریں بناتے ہیں
قدیر و مقتدر قادر کا جلوہ بھی دکھاتے ہیں

خدا کے بعد وہ ہی آسرا ہیں جانتے کیسے؟
اگر خطبے نہ آتے تو یہ دن ہم کاٹتے کیسے

بہت گہری ہے ان کی سوچ اور وسعت نظر میں ہے
ہر اک لمحہ ترقی دین احمد کی نظر میں ہے
وہ ماضی سے سبق لیتے ہیں مستقبل نظر میں ہے
جماعت کے ہر اک ممبر کی بہبودی نظر میں ہے

جماعت متحد ہے اور منظم جانتے کیسے؟
اگر خطبے نہ آتے تو یہ دن ہم کاٹتے کیسے؟

جنریٹر سے متعلق کارآمد باتیں اور مفید معلومات

ڈپلومہ انجینئر محمد شفیق صاحب

بجلی کی لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے گرمی اور مچھروں سے بچنے کے لئے پورٹیبل جنریٹر استعمال کئے جاتے ہیں۔ ان کو چلانے سے قبل برقی صدمہ سے بچاؤ کے لئے ان کو ارتھ (Earth) لازمی کروالینا چاہئے۔

اگر کسی وجہ سے قوانین بجلی کے مطابق درست ارتھنگ کرانی ممکن نہ ہو تو اس صورت میں پانی کے ہینڈ پمپ بشرطیکہ اس کے تمام پارٹس (Parts) دھاتی ہوں کو عارضی ارتھنگ کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر پودوں والی جگہ (جہاں روزانہ پانی دیا جاتا ہو) پر لوہے کے 1/2 انچ موٹے اور 10 سے 12 فٹ لمبے سریا کو گاڑ کر اسے ارتھنگ کے لئے بھی عارضی طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

جنریٹر کے انجن کو چلانے کے لئے Fossil Fuel (فاسل فیول) یعنی پٹرول، ڈیزل اور قدرتی گیس بطور فیول (Fuel) کے استعمال کئے جاتے ہیں۔ جس سے انجن سے زہریلا دھواں (Poisonous Exhaust) خارج ہوتا ہے جو دل، پھیپھڑوں اور دمہ کے مریضوں کے علاوہ بچوں اور بوڑھے افراد کے لئے بھی نقصان دہ ہے۔ ان جنریٹروں کو جہاں تک ممکن ہو سکے کم سے کم حد تک استعمال کیا جائے تاکہ فضائی آلودگی میں اضافہ نہ ہو۔ اگر ممکن ہو تو رات کا کھانا غروب آفتاب سے پہلے کھا لیا جائے اور بچوں کو ہوم ورک وغیرہ کروالیں۔ رات کے وقت ضرورت کے مطابق ہی سیلنگ/ پیڈسٹل فین وغیرہ اور اشد ضرورت کے لئے لائٹ آن کریں۔ بہتر یہی ہے کہ بتدریج تھوڑی سی گرمی برداشت کرنے کی عادت ڈالیں اور پنکھی کو بھی استعمال کریں۔ اس سے ورزش بھی ہوگی اور دل مضبوط ہوگا۔

جنریٹر کو کھلی ہوا میں شیڈ (Shed) وغیرہ کے نیچے رکھ کر چلائیں۔ بارش، نمی اور تیز دھوپ سے بچائیں۔

جنریٹر کو چلانے کے بعد جب وولٹ میٹر (Volt Meter) 220V ریڈنگ دے تب بجلی کا لوڈ یعنی پنکھے اور لائٹس وغیرہ کم سے کم آن کریں۔ اس سے جنریٹر کی لائف میں اضافہ ہوگا اور فیول کے اخراجات بھی کم ہوں گے اور سب سے اہم بات یہ کہ فضائی آلودگی میں اضافہ بھی کم ہوگا۔

جنریٹر کا سائز معلوم کرنے کے لئے معلوم ہونا چاہئے کہ حسابی کام کے لئے ایک سیلنگ/ پیڈسٹل فین 100 واٹ کا شمار کیا جاتا ہے۔ حسابی الجھنوں میں پڑنے سے بہتر ہے کہ ڈیلر کو بتا دیں کہ آپ نے بجلی کے کون کون سے اور کتنی تعداد میں آلات آن کرنے ہیں تو وہ خود ہی آپ کو مناسب سائز کا جنریٹر دے دے گا۔

کسی بھی جنریٹر کی کام کرنے کی صلاحیت 100 فیصد نہیں ہوتی۔ زیادہ سے زیادہ عملی طور پر 80،70 فیصد ہوتی ہے۔ یہ انجن کی حالت پر منحصر ہوتا ہے۔ جیسے جیسے انجن پرانا ہوتا جاتا ہے اس کی کارکردگی کی صلاحیت بھی کم ہوتی جاتی ہے۔ اس لئے جنریٹر پر کم سے کم لوڈ ڈالیں تاکہ جنریٹر زیادہ عرصہ تک کام دیتا رہے۔

اگر جنریٹر کے چلنے کے دوران اس کی آواز میں کوئی غیر معمولی تبدیلی سنائی دے تو اسے فوراً بند کر دیں اور اس کام کے کسی ماہر سے چیک کروائیں۔

جنریٹر کو مناسب وقفہ سے اس کام کے کسی ماہر سے ضرور چیک کرواتے رہا کریں۔

سیفٹی فرسٹ (Safety First) کے تحت ننگے پاؤں اور نہ ہی گیلے ہاتھوں سے جنریٹر کو آن یا آف کریں۔

جنریٹر کی فیول ٹینکی میں فیول جنریٹر کو آف کر کے اور ٹھنڈا ہونے پر ڈالیں ورنہ گرم جنریٹر پر فیول گرنے سے آگ لگنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

بعض صاحب حیثیت افراد میٹھی نیند کو چھوڑ کر Wapda کی بجلی آنے کے بعد بھی جنریٹر کو بند کرنا پسند نہیں کرتے اور جنریٹر چلنے دیتے ہیں۔ انہیں مالی نقصان کی پرواہ نہیں ہوتی۔ مگر یہ افراد فضائی آلودگی میں بلاوجہ اضافہ کرنے کا باعث ضرور بنتے ہیں اور خدا کی مخلوق کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اس لئے واپڈا کی بجلی بحال ہوتے ہی جنریٹر کو بند کر دینا مخلوق خدا کی خدمت بھی ہے اور مالی بچت بھی۔ یہ بچایا ہوا پیسہ غرباء کی خدمت کے لئے بھی دیا جا سکتا ہے۔

فیول کو گھر میں کسی ایسی محفوظ ترین جگہ پر رکھیں جہاں قریب آگ نہ جلائی جا سکے اور نہ ہی حقہ سگریٹ وغیرہ پینے کا چانس ہو اور بچوں کی پہنچ سے بھی دور ہو۔ جنریٹر کے قریب ریت اور پانی کی ایک ایک بالٹی ضرور رکھیں تاکہ فیول کو آگ لگنے کی صورت میں اس پر ریت ڈال کر بجھایا جا سکے اور لکڑی وغیرہ کو آگ لگنے کی صورت میں پانی استعمال کریں۔ اگر خدانخواستہ کسی فرد کے کپڑوں کو آگ لگ جائے تو اس پر فوراً کمبل ڈال کر فرش پر رول کریں۔ آگ بجھنے پر متاثرہ فرد کو کسی قریب ترین ہسپتال میں پہنچانے کی کوشش کریں۔

خود ہی جنریٹر کے الیکٹریکل سرکٹ کو کھول کر ٹھیک کرنے کی کوشش ہرگز نہ کریں اور اسی طرح نہ ہی انجن کو کھول کر درست کرنے کی کوشش کریں بلکہ اس کام کے کسی ماہر کی مدد حاصل کریں۔

کسی ایسی کمپنی کا جنریٹر خریدنے کی کوشش کریں کہ جس کے سپیئر پارٹس وافر مقدار میں لوکل مارکیٹ میں دستیاب ہوں۔

مکرم ڈاکٹر طارق احمد مرزا صاحب آسٹریلیا

سارے جہاں میں دُھوم ہماری زباں کی ہے **24**

اردو کے ''بدیسی'' خادم

مشہور عام مصرعہ ''زبانِ یارِ من تُرکی و من تُرکی نمی دَانم'' کا خالق تو محض اپنی مجبوری اور لاچارگی کا اظہار کر کے چپ ہو رہا تھا مگر کچھ دھن کے پکے ایسے بھی ہوتے ہیں جو زبانِ یار سیکھ کر رہِ یار میں حائل زبان کی خلیج بھی پار کر لیتے ہیں۔ یہاں ایک ایسے ہی دھن کے پکے اور باصلاحیت چینی نژاد وجود کا ذکر کرنا مقصود ہے جن کی قومیت اور مادری زبان چینی ہے مگر جب وہ اردو کی مٹھاس سے روشناس ہوئے تو اسے ''چینی'' سے بھی زیادہ شیریں پاکر اس سے ایسے شِیر و شکر ہوئے کہ اردو میں باقاعدہ شاعری کرنے لگ گئے۔ میری مراد پروفیسر چانگ شی شوان ZHANGSUIXUAN سے ہے جن کے نام کا اردو ترجمہ ''انتخاب عالم'' بنتا ہے اور وہ دنیا بھر کے اردو دان طبقہ میں اسی نام اور تخلص سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔

چین کی مختلف یونیورسٹیوں کے فاضل پروفیسر، اردو اور چینی زبانوں میں متعدد کتابوں کے مصنف اور رسالہ ''چین باتصویر'' کے مدارالمہام جناب انتخاب عالم صاحب اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں:

غالبًا ''چینی'' سے بھی شیریں ہے اُردو دیکھئے
چین کا عالَم بھی اب اس میں غزل خواں ہوگیا!

اور اس کا باعث کیا تھا

شاعری کرتے ہیں ہم عالَم زبان یار میں
ہے زبانِ یار یہ اردو زباں، ہم کیا کریں

لیکن واضح رہے کہ انتخاب عالم اپنی نوعیت کی کوئی واحد مثال نہیں۔ اس سے قبل کی بھی ایسی کئی مثالیں موجود ہیں جب دوسری قوموں سے تعلق رکھنے والے افراد نے، جن کا برصغیر پاک و ہند سے کوئی نسلی اور لسانی تعلق نہ تھا، نہ صرف یہ کہ اردو زبان سیکھی بلکہ نظم و نثر میں تخلیقات کے جوہر بھی دکھائے۔ ان میں سے بعض تو استاد داغ کے ہم عصر تھے جن سے مل کر ہی غالبًا داغ نے یہ ارشاد فرمایا ہوگا کہ

اردو ہے جس کا نام، ہمیں جانتے ہیں داغ
سارے جہاں میں دُھوم ہماری زباں کی ہے

تاریخ کی روشنی میں تو بہرحال پورے وثوق کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ داغ کا یہ شعر کسی خوش فہمی کا اظہار یا شاعرانہ تعلّی و مبالغہ آرائی کا نمونہ ہرگز نہیں۔ معروف محقق رام بابو سکسینہ نے اپنی کتاب European and Indo-European poets of Urdu and Persian میں ایک نوجوان انگریز کپتان الیگزانڈر ہیدرلی (Alexander Heatherly) کا ذکر کیا ہے جو بہادر شاہ ظفر کے دربار میں حاضر ہوتے اور مشاعرہ میں اپنا اردو کلام سنا کر داد پاتے تھے۔ آپ کا تخلص آزاد تھا۔ آپ داغ اور غالب سے ملاقات رکھتے بلکہ غالب کے چہیتے بھانجے نواب زین العابدین عارف سے تو باقاعدہ اصلاح لیتے تھے۔ افسوس کہ اپنے استاد کی طرح خود بھی جلد دنیا سے رخصت ہوگئے۔

اسی طرح ایک اور انگریز بینجمن ڈیوڈ مونٹ روز (B,D,Montrose) کا نام بھی قابلِ ذکر ہے جو مضطر کا تخلص کرتے تھے اور جناب داغ دہلوی کے شاگرد تھے جن کی معیت میں انہوں نے تقریباً دس سال گزارے۔ انہوں نے بھی چار دیوان اردو شاعری کے چھوڑے ہیں۔ اس کتاب میں ایک اور انگریز شاعر جارج پیش شور (George Paish Shore) کا نام بھی درج ہے جو اردو ادب میں ایک یا دو نہیں بلکہ نصف درجن اردو دواوین اور ایک طویل اردو مثنوی کا (جو اُن کی آپ بیتی پر مشتمل ہے) اضافہ کر گئے۔

ان کے علاوہ اردو شاعری کرنے والے غیر ملکیوں میں ڈینیل گارڈنر Daniel Socrates Gardner (تخلص شُکر)، آگسٹین ڈی سلوا De Sylva Augustine (تخلص مفتوں)، میجر جلین طالب، میجر سر فلورنس Major Sir Florence (مطلب) اور جنرل جوزف بینسلی General Joseph Bensley بھی شامل ہیں جو اردو کے علاوہ فارسی میں بھی دسترس رکھتے تھے۔ انگریزوں کے علاوہ ایسے فرانسیسی، جرمن اور پرتگالی افراد بھی تھے جنہوں نے فارسی اور اردو کلام نظم و نثر اپنے پیچھے چھوڑا۔

ان لوگوں میں وہ تاجر، پادری یا فوجی شامل ہیں جو مختلف ادوار میں ہندوستان وارد ہوئے اور یہاں کی تہذیب، ثقافت اور ادبی و شعری روایات کو اپنائے بغیر نہ رہ سکے۔

آگسٹین ڈی سلوا مفتون ایک انڈو پرتگیز (Indo-Portuguese) خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اس خاندان میں اور کئی اردو شاعر بھی ہوئے جن میں Don Ellis De Sylva ڈون ایلیس ڈی سلوا کا نام نمایاں ہے جن کا تخلص فطرت تھا۔

بھارت کے ایک اخبارِ ''دی ہندو'' The Hindu نے 4/اپریل 2005ء کی (آن لائن) اشاعت میں بھی مندرجہ بالا شعراء کے علاوہ ان متعدد غیر ملکی خواتین کا بھی ذکر کیا ہے جو ٹکسالی اردو میں شاعری کرتی تھیں۔ ان میں سے اکثر نے پردہ اخفاء میں رہ کر قلمی ناموں سے شاعری کی مثلاً فرحت زارا کا اصل نام آئرین جیکب Irene S. Jacob تھا۔ اور اسی طرح ایک امریکی خاتون اور ان کی بیٹی بالترتیب ملکہ جان اور گوہر جان کے نام سے شاعری کیا کرتی۔

جدید دور کی طرف آئیں تو مشہور جرمن نژاد مستشرق پروفیسر این میری شمل Annemarie Schimmel کا نام آتا ہے جو صوفی ازم پہ تحقیق کرتے کرتے اردو زبان سے متعارف ہوئیں اور پھر اس میں ایسی ڈوبیں کہ ایک کتاب لکھ کر ساری دنیا کو اردو زبان اور اس کے آغاز سے لے کر جدید دور تک کے تمام اہم شعراء اور ادیبوں کا تعارف ایک کتاب میں لکھ کر ہی دم لیا جو Classical Urdu literature from the beginning to Iqbal, کے نام سے شائع ہوئی اور جو آپ کی کتابوں کے سلسلہ A History of Indian Literature کا ایک حصہ ہے۔ آپ سات مختلف زبانوں پہ عبور رکھتی تھیں جن میں اردو کے علاوہ ترکی، فارسی اور عربی بھی شامل ہیں۔ ہاورڈ یونیورسٹی میں امریکیوں کو غالب و میر پڑھاتی رہیں اور اسی طرح آپ نے ہائیڈل برگ یونیورسٹی میں شعبہ اردو قائم کیا جس میں اردو زبان پہ تحقیق کرنے والوں کو پوسٹ گریجوایٹ ڈگریاں ملتی ہیں۔ اس ادارہ کی موجودہ جرمن نژاد سربراہ Dr. Christina Oesterheld بھی بے تکان شستہ اردو بولتی ہیں۔

چند ماہ قبل عالمی مالیاتی ادارہ آئی ایم ایف میں کام کرنے والے ایک امریکی John Hanson جو دنیا کی پندرہ سے زائد زبانوں پہ مہارت رکھتے ہیں اردو زبان میں انٹرویو دیتے ہوئے ایک کاغذ پہ داغ کا یہی شعر (اردو ہے جس کا نام......) اردو رسم الخط میں لکھ کر سامعین و ناظرین کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا تھا۔

یورپین اقوام خصوصاً انگریزوں میں فارسی، ہندی اور اردو زبانیں سیکھنے اور سکھانے کا رجحان پیدا کرنے میں اہم کردار انگلستان میں قائم ایسٹ انڈیا کالج نے ادا کیا جس میں برصغیر پاک و ہند میں رائج زبانیں پڑھائی جاتی تھیں۔ یہ کالج کلکتہ میں قائم مشہور عالم فورٹ ولیم کالج، جس کی بنیاد 1800ء میں رکھی گئی تھی، کی کامیابی کو دیکھتے ہوئے قائم کیا گیا تھا۔

گو یہ دونوں ادارے ابتدائی اور بنیادی طور پر تجارتی، اقتصادی، انتظامی اور سیاسی مقاصد کے حصول نیز عیسائیت کے پرچار میں لسانی مدد کے لئے قائم کئے گئے تھے لیکن ایک لحاظ سے یہ ادارے اردو کی ترویج و ترقی میں اہم کردار ادا کر گئے۔ جدید اردو چھاپہ خانوں نے بھی اردو اور فارسی میں لکھی کتابوں اور مسودات کو کثیر تعداد میں شائع کر کے نہ صرف یہ کہ انہیں ہر خاص و عام کی دسترس میں پہنچا دیا بلکہ انہیں دنیا کے مختلف حصوں میں محفوظ بھی کر دیا۔

یہاں یہ دلچسپ تاریخی توارد بیان کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ ہندوستان میں برطانوی راج سے پہلے مغلیہ حکومت کے دوام اور استحکام کے لئے بھی تو اردو زبان ہی ایجاد اور استعمال کی گئی تھی۔ پس اگر تاریخ کو غیر جانبدارانہ معروضی نکتہ نگاہ سے اس کے وسیع تر تناظر میں دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اصل حقیقت تو یہی ہے کہ برصغیر میں ''اہلِ فارس'' اور ان کے بعد ایک ایسی قوم کا آنا جس کے ذریعہ سے قرآنی پیشگوئی ''و اذا الصحف نشرت'' کا پورا ہونا لکھا تھا محض خدائی حکمت اور پروگرام کے مطابق تھا۔ دمشق کے مشرق میں واقع اس ملک کے حالات و واقعات کی اس ترتیب اور اس کے لیل و نہار کے اس طرح کے اُلٹ پھیر کے پس پردہ عالم الغیب اور حکیمِ مطلق خدا کی وہ قدرت جلوہ گر تھی جس نے حسبِ وعدہ، ایک نئی زمین اور ایک نئے آسمان، کو منصّہ شہود پہ لانا تھا اور جس کا ظہور اسی سرزمین میں مقدر تھا۔ نشأۃ ثانیہ کے اس موعود دور میں بھی کچھ ایسے ''بدیسی'' دیکھنے کو ملے جو برصغیر میں اردو زبان سیکھنے اور اپنانے آئے، ان کی نظر بھی اس سرزمین میں دستیاب خزانوں پر تھی جس سے وہ اپنی جھولیاں بھرنا چاہتے تھے، اور بھری بھی، ایک بار نہیں بلکہ بار بار اور یہ سلسلہ جاری و ساری ہے! لیکن اس فرق کے ساتھ کہ یہ دولت ایک ایسی انوکھی دولت تھی جو نہ صرف یہ کہ بٹنے بٹانے سے کم نہیں ہوتی بلکہ ہر خاص و عام کے لئے اس اعلان کے ذریعے کھلے عام دستیاب کر دی گئی تھی کہ

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

ان روحانی خزائن کے ذریعہ سے ایک ایسے یار سے آشنا ہو جانے کی دعوت مقصود تھی جو خود ایک نایاب، انمول اور ازلی و ابدی خزانہ بلکہ مبدء الخزائن ہے۔ اس یار کی خبر دینے والے اس ہادی و منادی کی زبان اردو تھی جو اکناف عالم میں آباد حق کی متلاشی روحوں کے لئے اردو سیکھنا اور سکھانا بھی آسان کر گیا، مگر اس فرق کے ساتھ کہ اب کے زبانِ یار نے یار کے تابع رہ کر تمام شیرینی اور حلاوت کو پانا اور اپنانا تھا اور یہ بھی کہ اردو سیکھنے اور سکھانے کا مقصد اب کسی نئے استعمار کا قیام نہیں

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

باقی صفحہ 6 پر

مکرم محمد عمران طالع صاحب

جو کچھ اللہ نے دیا ہے اسے خدا کی راہ میں خرچ کرو

تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو۔ جن سے تم محبت کرتے ہو اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو تو یقیناً اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔ (سورۃ آل عمران:93)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ! خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ دوسرا کہتا ہے اے اللہ! روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاکت دے اور اس کا مال ومتاع برباد کر۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ فامامن اعلیٰ و اتقی وصدق بالحسنیٰ)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:

یہ حالت جو بخل سے پاک ہونے کے لئے اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرنا اور اپنی محنت سے حاصل کردہ سرمایہ محض للہ دوسرے کو دینا بہ نسبت اس حالت کے جو محض لغو باتوں اور لغو کاموں سے پرہیز کرنا ہے۔ ایک ترقی یافتہ حالت ہے اور اس میں صریح اور بدیہی طور پر بخل کی پلیدی سے پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور خدائے رحیم سے تعلق بڑھتا ہے کیونکہ اپنے مال عزیز کو خدا کے لئے چھوڑنا بہ نسبت لغو باتوں کے چھوڑنے کے زیادہ تر نفس پر بھاری ہے۔ اس لئے اس زیادہ تکلیف اٹھانے کے کام سے خدا سے تعلق بھی زیادہ ہو جاتا ہے اور بباعث ایک مشقت کا کام بجالانے کے ایمانی شدت اور صلابت بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 ص205)

انفاق فی سبیل اللہ اپنے مال کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔ ایک حدیث میں اس بارہ میں یوں ذکر ہے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا سخی اللہ کے قریب ہوتا ہے۔ لوگوں سے قریب ہوتا ہے اور جنت کے قریب ہوتا ہے اور دوزخ سے دور ہوتا ہے۔ اس کے برعکس بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے لوگوں سے دور ہوتا ہے جنت سے دور ہوتا ہے۔ لیکن دوزخ کے قریب ہوتا ہے۔ ان پڑھ سخی، بخیل عابد سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے۔

(ماخوذ از حدیقۃ الصالحین ص593)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہؓ انصاری مدینہ کے انصار میں سب سے زیادہ مالدار تھے ان کے کھجوروں کے باغات تھے جن میں سے سب سے زیادہ عمدہ باغ بیرحاء نامی تھا جو حضرت طلحہؓ کو بہت پسند تھا۔ اور مسجد نبویؐ کے سامنے بالکل قریب تھا۔ آنحضرتؐ بالعموم اس باغ میں جاتے اور اس کا میٹھا اور عمدہ پانی پیتے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ جب تک تم اپنے پسندیدہ مال میں سے خرچ نہیں کرتے نیکی کو نہیں پا سکتے۔ تو حضرت ابوطلحہؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! آپؐ پر اس مضمون کی آیت نازل ہوئی ہے اور میری سب سے پیاری جائیداد بیرحا کا باغ ہے۔ میں اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری اس نیکی کو قبول کرے گا اور میرے آخرت کے ذخیرہ میں شامل کرے گا۔ آپؐ اپنی مرضی کے مطابق اس کو اپنے مصرف میں لائیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا واہ واہ! بہت ہی اعلیٰ اور عمدہ مال ہے۔ بڑا نفع مند ہے اور جو تو نے کہا ہے وہ بھی میں نے سن لیا ہے میری رائے یہ ہے کہ تم یہ باغ اپنے رشتہ داروں کو دے دو۔ چنانچہ حضرت ابوطلحہؓ نے وہ باغ اپنے قریبی رشتہ داروں اور چچیرے بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔

(بخاری کتاب التفسیر باب لن تنالوا البر)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

دولتمند اور متمول لوگ دین کی خدمت اچھی طرح کر سکتے ہیں۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے ...... (البقرہ:4) متقیوں کی صفت کا ایک جزو قرار دیا ہے۔ یہاں مال کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے کسی کو دیا ہے وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ مقصود اس سے یہ ہے کہ انسان اپنے بنی نوع کا ہمدرد اور خادم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شریعت کا انحصار دو ہی باتوں پر ہے۔ تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ۔ پس مما رزقنھم ینفقون میں شفقت علیٰ خلق اللہ کی تعلیم ہے۔

ایک دفعہ ہمارے نبی کریمؐ نے روپیہ کی ضرورت بتلائی تو حضرت ابوبکرؓ گھر کا کل اثاث البیت لے کر حاضر ہو گئے۔ آپؐ نے پوچھا ابوبکر! گھر میں کیا چھوڑ آئے تو جواب میں کہا۔ اللہ اور رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمرؓ نصف لے آئے۔ آپؐ نے فرمایا عمر! گھر میں کیا چھوڑ آئے تو جواب دیا کہ نصف رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ابوبکر عمر کے فعلوں میں جو فرق ہے وہی ان کے مراتب میں فرق ہے۔ (ملفوظات جلد اول ص367)

قرآن کریم میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ انفاق فی سبیل اللہ کے متعلق فرماتا ہے:۔

(ترجمہ) اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کی رضا کی خاطر صبر کیا اور نماز کو قائم کیا اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے چھپا کر بھی اور اعلانیہ بھی خرچ کیا اور جو نیکیوں کے ذریعہ برائیوں کو دور کرتے رہتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے گھر کا بہترین انجام ہے۔ (سورۃ الرعد:23)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرتؐ نے یہ قصہ بیان کیا کہ ایک آدمی بے آب وگیاہ جنگل میں جا رہا تھا۔ بادل گھرے ہوئے تھے اس نے بادل میں سے آواز سنی کہ اے بادل فلاں نیک انسان کے باغ کو سیراب کر۔ وہ بادل اس طرف کو ہٹ گیا۔ پتھریلی سطح مرتفع پر بارش برسی۔ پانی ایک چھوٹے سے نالے میں بہنے لگا۔ وہ شخص بھی اس نالے کے کنارے کنارے چل پڑا کیا دیکھتا ہے کہ یہ نالہ ایک باغ میں جا داخل ہوا ہے اور باغ کا مالک کدال سے پانی ادھر ادھر مختلف کیاریوں میں لگا رہا ہے۔ اس آدمی نے باغ کے مالک سے پوچھا۔ اے اللہ کے بندے! تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے وہی نام بتایا جو اس مسافر نے اس بادل میں سے سنا تھا۔ پھر باغ کے مالک نے اس مسافر سے پوچھا۔ اے اللہ کے بندے! تم مجھ سے میرا نام کیوں پوچھتے ہو۔ اس نے کہا میں نے اس بادل میں سے جس کی بارش کا پانی تم لگا رہے ہو یہ آواز سنی تھی کہ اے بادل فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کر۔ تم نے کون سا ایسا نیک عمل کیا ہے جس کا یہ بدلہ تجھ کو ملا ہے۔ باغ کے مالک نے کہا۔ اگر آپ پوچھتے ہیں تو سنیں۔ میرا طریق کار یہ ہے کہ اس باغ سے جو پیداوار ہوتی ہے اس کا ایک تہائی خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہوں، ایک تہائی اپنے اور اپنے اہل وعیال کے گزارہ کے لئے رکھتا ہوں اور باقی ایک تہائی دوبارہ ان کھیتوں میں بیج کے طور پر استعمال کرتا ہوں۔

(مسلم کتاب الزہد باب الصدقۃ فی المساکین)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

دنیا میں انسان مال سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے۔ اسی واسطے علم تعبیر الرؤیا میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دیکھے کہ اس نے جگر نکال کر کسی کو دیا ہے تو اس سے مراد مال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حقیقی اتقاء اور ایمان کے حصول کے لئے فرمایا.......

(آل عمران:93)

حقیقی نیکی کو ہرگز نہ پاؤ گے۔ جب تک تم عزیز ترین چیز نہ خرچ کرو گے، کیونکہ مخلوق الٰہی کے ساتھ ہمدردی اور سلوک کا ایک بڑا حصہ مال کے خرچ کرنے کی ضرورت بتلاتا ہے اور ابنائے جنس اور مخلوق خدا کی ہمدردی ایک ایسی شے ہے جو ایمان کا دوسرا جزو ہے جس کے بدوں ایمان کامل اور راسخ نہیں ہوتا۔ جب تک انسان ایثار نہ کرے دوسرے کو نفع کیونکر پہنچا سکتا ہے۔ دوسرے کی نفع رسانی اور ہمدردی کے لئے ایثار ضروری شے ہے اور اس آیت میں ...... میں اسی ایثار کی تعلیم اور ہدایت فرمائی گئی ہے۔ (ملفوظات جلد اول ص367)

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم آنحضرتؐ کے ہمسفر تھے۔ ایک شخص سواری پر آیا اور دائیں بائیں دیکھنے لگا یعنی بڑا ضرورتمند نظر آتا تھا۔ اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا جس کے پاس زائد سواری ہو اسے دے دے جس کے پاس سواری نہیں۔ جس شخص کے پاس زائد خوراک ہے وہ اسے دے دے جس کے پاس کوئی زاد راہ نہیں آپ نے اسی طرح مال کی مختلف اقسام کا ذکر فرمایا یہاں تک کہ ہم سمجھنے لگے کہ شائد ضرورت سے زیادہ اموال میں کسی کا کوئی ذاتی حق ہی نہیں اور اسے چاہئے کہ وہ اس زائد مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے پر ہمیشہ تیار رہے۔

(مسلم کتاب اللقطہ باب استحباب المواساہ بفضول المال)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی ان تمام ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بلکہ بنی نوع انسان کو ایک ایسی بادشاہت سے

بقیہ از صفحہ 5

متعارف کروانا تھا جس کا پایۂ تخت دنیا کے ملکوں تک محدود نہیں: ؎

مجھ کو کیا ملکوں سے، میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے، میرا تاج ہے رضوانِ یار

اس رضوان یار کو پانے کی خاطر اردو سیکھنے والوں میں افغانستان کے شہزادہ عبداللطیف شہید بھی شامل ہیں اور چین سے تعلق رکھنے والے عثمان چینی بھی، انڈونیشیا کے سیوطی عزیز بھی اور غانا کے عبدالوہاب آدم اور جبریل سعید بھی، نائیجیریا کے عبدالرشید اگبولا (A.R.Agboola)، ذکراللہ ایوب، عبدالغنی شوبامی (A.G.Shobambi)، ہاشم عثمان بادمس (H.U.Badmus)، عبداللطیف الوری (A.L.Ilori)، علیوجیمو گیوا (A.J.Giwa)، مصلح الدین اوپائیمی (M.Opayemi) بھی اور تنزانیہ کے بکری عبیدی بھی، سبھی تو اس حیرت انگیز واقعہ کی مثال اور گواہ ہیں۔ یہی نہیں بلکہ 2004ء میں پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے سامنے لہک لہک کر اردو نظم ''بلبل کا بچہ'' سنانے والی پرائمری سکول کی وہ احمدی نائیجیرین بچیاں بھی گواہ ہیں جو کبھی اپنے ملک سے بھی باہر نہیں گئیں لیکن ساری دنیا کو یہ پیغام دے گئیں کہ ع

سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے!

بقیہ از صفحہ 2 ۔لفظ اللہ کے معانی

ایک شخص کا سوال حضرت اقدس مسیح موعود کی خدمت میں پیش ہوا کہ قرآن شریف میں اسمِ اعظم کون سا لفظ ہے؟

فرمایا: اسمِ اعظم اللّٰہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں:

اللہ کا لفظ معبود کے لئے ہے۔ معبود عبادت کو چاہتا ہے اور عبادت کیا ہے؟ پرلے درجے کی محبت، پرلے درجے کا تذلل، پرلے درجہ کی اطاعت اور ان باتوں کا پتہ مقابلہ میں لگتا ہے۔ ایک شخص ایک طرف حکم کرتا ہے اور دوسری طرف خدا، تو اب جو شخص خدا کے حکم کی طرف سبقت کرے گا اس نے گویا خدا کی اطاعت پر دوسروں کی اطاعت کو قربان کر دیا......

پس اللہ کا نام انسان کو یہ سمجھاتا ہے کہ حقیقی معبود، حقیقی مطاع، حقیقی غنی وہی ذات ہے اور حقیقتاً محتاج، حقیقتاً ذلیل، حقیقتاً مطیع وہ انسان ہے جس کو اللہ نے پیدا کیا اور جو اپنی بقا میں ہر آن اس کے فضل کا محتاج ہے۔ اس فضل کے جذب کے لئے اطاعت فرض ہے۔ (خطبات نور صفحہ 432)

فرمایا: اللہ کے جس قدر نام ہیں اللہ کے ماتحت ہیں، اللہ کا لفظ بیان فرما کر پھر صفاتِ کاملہ کا بیان ہوتا ہے۔ اس واسطے اللہ کے معنوں کے نیچے ایک تو یہ بات ہے کہ وہ ساری خوبیوں کا جامع ہے۔ جہاں تنزیہ کا ذکر ہے وہاں اللہ کا ذکر لا کر یہ ذکر کرتا ہے کہ ہر عیب سے پاک ہے۔...... چونکہ وہ سارے محامد کا جامع اور ہر قسم کے عیب و نقص سے منزہ ہے اس لئے اس کے سوا کسی کی عبادت جائز نہیں۔......

غرض اللہ کے لفظ کے جو معنی ہیں کہ ساری خوبیوں والا اور ساری برائیوں سے منزہ اور پاک معبود حقیقی، اس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت ناجائز ہے۔ یہ خلاصہ ہے تمام کلام الٰہی کا۔

(خطبات نور صفحہ 590-591)

فرمایا: جہاں نبوت کے اعداء اور مخالفین کو مقابلہ سے ڈرانا چاہا اور ان کے بارے میں خوفناک وعید بیان کرنے چاہے ہیں وہاں نبوت کی حمایت و دفاع میں اسم اللّٰہ کو جو جامع جمیع صفاتِ کاملہ ہے پیش کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبوت کا اصلی مقصد توحیدِ الوہیت کا قائم کرنا اور الٰہہ باطلہ اور ہر قسم کی طواغیت کا ابطال کر کے خدا تعالیٰ کے لئے معبودیت اور الوہیت کا یگانہ استحقاق اور لاشریک منصب مخصوص کرنا ہوتا ہے تو جب عداوت اور مخالفت اپنے ہتھیار پہن کر اس کا استیصال کرنے پر آمادہ ہوں۔ تب غیرت اور جوش بھی اسی کو آنا چاہئے جس کی خدمت کے لئے نبوت میدان میں نکلی ہے۔ (حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 425)

فرمایا: اللّٰہ: یہ نام خدا کے واسطے عربی زبان میں اسم ذات ہے۔ خدا تعالیٰ کا خاص نام ہے۔ جو صرف اسی کی ذات پر بولا جاتا ہے۔ دوسری کسی زبان میں خدا تعالیٰ کے واسطے کوئی ایسا نام نہیں۔ جو صرف اللہ تعالیٰ کے واسطے بولا جاتا ہو اور ایک مفرد لفظ ہو اور کسی دوسرے کے واسطے کبھی استعمال نہ ہوتا ہو مثلاً انگریزی زبان میں اللہ تعالیٰ کے واسطے دو لفظ بولے جاتے ہیں۔ ایک گاڈ GOD اور دوسرا لارڈ LORD سو ظاہر ہے کہ گاڈ GOD کا لفظ انگریزی زبان میں تمام رومی اور یونانی اور ہندی بُتوں پر بولا جاتا ہے اور دیوتاؤں کے واسطے بھی استعمال ہوتا ہے اور لارڈ کا لفظ تو ایسا عام ہے کہ ایک معمولی فوج کا افسر بھی لارڈ ہوتا ہے اور ایک صوبہ کا حاکم بھی لارڈ ہوتا ہے۔ بلکہ ولایت میں پارلیمنٹ کے اعلیٰ حصے کے تمام ممبر لارڈ ہی ہوتے ہیں۔ ایسا ہی فارسی زبان میں اللہ تعالیٰ کے واسطے کوئی خاص لفظ نہیں۔ جو لفظ زیادہ تر اللہ تعالیٰ کے واسطے بولا جاتا ہے وہ خدا یا خداوند ہے۔ خدا ایک مرکب لفظ ہے اور اس کے معنے ہیں۔ خود آ۔ جو خود بخود ہے اور کسی نے اس کو جنا نہیں اور فارسی لٹریچر میں یہ الفاظ اَوروں کے واسطے بھی استعمال میں آتے ہیں۔ ایسا ہی سنسکرت زبان میں جس قدر اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔ وہ سب صفاتی ہیں۔ کوئی اسم ذات نہیں۔ (حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 550)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ کا نام ہی (دین) میں وہ رکھا گیا ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ وہ نام اللّٰہ ہے یعنی تمام نیک صفات خوبیوں اور طاقتوں کا مجموعہ اور یہ نام کسی اور مذہب نے اپنے خدا کو نہیں دیا۔ یہ ایک ایسا پیارا نام ہے جو کہ اس ذات پاک کی تمام خوبیوں اور احسانوں انسان کے دل پر یک دم اس طرح نقش کر دیتا ہے کہ اس میں سے محبت کا ایک تیز شعلہ نکل کر اس دوئی یا شرک کو جلا دیتا ہے جو کہ انسان کے ساتھ ایک خفیہ دشمن کی طرح لگا رہتا ہے اور ایک صلاحیت رکھنے والا انسان اس نام کو اپنی زبان پر لا کر بے چین ہو جاتا اور محبت کے درد کو محسوس کرتا ہے کیونکہ معاً اس کو خدا تعالیٰ کی خوبیاں اور اس کے محاسن کا ایک مختصر نقشہ یاد آتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی طاقتوں پر نظر کرتا ہے تو اس کی بڑائی جبروت شوکت اور صولت کو دیکھ کر حیرت میں آ جاتا ہے اور دنگ رہ جاتا ہے اور جب اپنی کمزوری بے بساطی بے کسی بے بسی پر نظر کرتا ہے تو حیرت تعجب اور دبدبہ محبت کی گداز کر دینے والی گرم جوشی میں بدل جاتے ہیں۔......غرضیکہ اللہ کا نام زبان پر آتے ہی انسان کے دل و دماغ محبت کی زنجیر میں پروئے جاتے ہیں اور جتنا اس نام کی وسعت پر غور کرو اتنا ہی (دین حق) کی سچائی کا یقین دل میں پختہ ہو جاتا ہے اور یہ (دین حق) کے خدا کی طرف سے ہونے پر ایک بین دلیل ہے۔

(انوار العلوم جلد 1 صفحہ 72)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:

اسلام سے پہلے کسی قوم کو خدا کا اسم ذات بتایا ہی نہیں گیا اور اس میں ایک بہت بڑی حکمت ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ کا اسم ذات اس کی ساری صفات کو اپنے اندر رکھتا ہے اور ساری صفات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اُمّتِ محمدیہ پر ہی ظاہر ہوئیں اس لئے اور کسی پر خدا تعالیٰ نے اپنا ذاتی نام ظاہر نہ کیا۔......اسلام میں ہی اللہ تعالیٰ کا اسمِ ذات پایا جاتا ہے اور وہ اللہ کا لفظ ہے۔

(انوار العلوم جلد 6 صفحہ 343-344)

فرمایا: (اللّٰہ) اللہ اس ذات پاک کا نام ہے جو ازلی ابدی اور الحیّ القیّوم ہے اور مالک اور خالق اور رب سب مخلوق کا ہے اور اسم ذاتی ہے نہ کہ اسم صفاتی۔ عربی زبان کے سوا کسی اور زبان میں اس خالق و مالک کُل کا کوئی ذاتی نام نہیں پایا جاتا صرف عربی میں اللّٰہ ایک ذاتی نام ہے جو صرف ایک ہی ہستی کے لئے بولا جاتا ہے اور بطور نام کے بولا جاتا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد 1 صفحہ 11)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں:

لفظ اللّٰہ کے معنی (دین حق)، قرآن کریم، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم اور بعد میں آنے والے لوگوں نے بالاتفاق یہ کئے ہیں کہ وہ وہ پاک ذات ہے جو تمام صفات حسنہ سے متصف اور تمام کمزوریوں اور نقائص سے بری اور بالا ہے۔

(خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 383)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:

میں احباب جماعت سے یہ کہتا ہوں کہ وہ اپنے اندر احساس برتری پیدا کریں اور اس حقیقت کو کبھی فراموش نہ کریں کہ (دین حق) کی جو آزادی ہے وہ دراصل اللہ کی غلامی میں ہے۔ یہ ایک ایسا لفظ ہے جو آزادی کے تصور کا خلاصہ پیش کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ تفصیلی جائزہ لے کر دیکھ لیں اس سے بہتر تعریف اور کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم میری غلامی اختیار کرو تو تمام جھوٹے خداؤں سے تم آزاد ہو جاؤ گے۔ یہ غلامی تمہیں ہر دوسرے جذبہ اور ہر دوسرے نظریہ سے آزادی عطا کرے گی۔ جب کہ خدا کی غلامی سے نکلنا نام ہے ہر دوسری چیز کی غلامی کا۔

(خطباتِ طاہر جلد 2 صفحہ 504)

فرمایا: سب سے بڑی دولت جو دنیا میں ممکن ہے اور سوچی جا سکتی ہے یا دنیا میں کیا دنیا و مافیہا اور آخرت، ہر لحاظ سے انسان کے ادراک میں جو چیز سب سے زیادہ قیمتی آ سکتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ (خطباتِ طاہر جلد 10 صفحہ 441)

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ ہی تمام صفات کا جامع اور تمام قدرتوں کا مالک ہے اور اس ناطے وہی اس بات کا حقدار ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور تمام جھوٹے خداؤں سے کنارہ کشی کرتے ہوئے، بچتے ہوئے، صرف اسی واحد خدا کے سامنے جھکا جائے۔

فرمایا کہ اس واحد خدا کے سامنے جھکو گے تو پھر ہی دنیا و آخرت کے انعامات سے فیض پا سکتے ہو۔

(خطباتِ مسرور جلد 7 صفحہ 257)

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے اللہ کی محبت عطا فرمائے۔ آمین

(مرسلہ: مکرم رانا غلام مصطفیٰ منصور صاحب)

اطلاعات و اعلانات

گمشدہ رسید بک

مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ حلقہ دارالصدر شرقی الف ربوہ اعلان کرتی ہیں کہ لجنہ اماء اللہ پاکستان کی جاری کردہ رسید بک نمبر 16066 برائے ناصرات الاحمدیہ حلقہ دارالصدر شرقی الف ربوہ گم ہو گئی ہے۔ جس کی رسید نمبر 1 تا 94 پر چندہ وصول ہو چکا ہے۔ اس رسید بک پر اب کسی بھی قسم کا چندہ ادا نہ کیا جائے۔ اگر کسی صاحب کو یہ رسید بک ملے تو کوارٹر نمبر 38 صدر انجمن احمدیہ دارالصدر شرقی الف میں پہنچا دے۔

درخواست دعا

مکرم بابر احمد صاحب دارالفتوح شرقی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میری والدہ محترمہ بشریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد اشرف صاحب مرحوم دارالفتوح شرقی ربوہ کمر کے مہروں میں درد کی وجہ سے صاحب فراش ہیں۔ پیشاب کی بھی تکلیف ہے۔ احباب سے جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رہتے ہوئے شفاء کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرم ملک محمد علی داؤد صاحب سابق انسپکٹر تحریک جدید ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بڑے بیٹے مکرم ملک ذوالفقار علی کھوکھر صاحب حافظ آباد شہر مورخہ 30 مئی 2014ء کو بعمر 42 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ اسی روز بعد نماز جمعہ بیت المبارک ربوہ میں محترم مرزا محمد الدین ناز صاحب ناظر تعلیم القرآن و وقف عارضی نے مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم ضمیر احمد ندیم صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، نیک اور سادہ طبیعت رکھتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھ محبت اخلاق اور خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ اپنے والد صاحب کے بیحد خدمت گزار اور فرمانبردار تھے۔ دعوت الی اللہ کے جذبہ سے سرشار تھے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ درجات بلند کرے اور اپنے قرب خاص میں جگہ عطا فرمائے نیز آپ کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دورہ انسپکٹر روزنامہ الفضل

مکرم محمد احمد مظفر علوی صاحب انسپکٹر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت اور بقایا جات کی وصولی کیلئے دورہ پر ہیں تمام عہدیداران واحباب جماعت سے بھرپور تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

نیشنل جیوگرافک سوسائٹی امریکہ

نیشنل جیوگرافک سوسائٹی دنیا کی سب سے بڑی تعلیمی اور سائنسی انجمن ہے۔ اس کی بنیاد 1888ء میں امریکا کے دارالحکومت واشنگٹن ڈی سی میں رکھی گئی۔ 1890ء سے آج تک یہ انجمن 9 ہزار سے زائد مہماتی اور تحقیقاتی منصوبوں کی سرپرستی کر چکی ہے۔ ان منصوبوں کے روبہ عمل ہونے سے زمین و آسمان اور سمندر سے متعلق انسان کے علم میں بیش بہا اضافہ ہوا ہے۔ 13 جنوری 1888ء کو امریکا کے 33 غیر معمولی اشخاص جن کا اس دنیا کو جاننے کا شوق بے حد وسیع تھا، واشنگٹن ڈی سی میں جمع ہوئے اور انہوں نے جغرافیائی علم میں اضافے کے لئے ایک انجمن کے قیام کی منظوری دی۔ دو ہفتے بعد یعنی 27 جنوری 1888ء کو ''نیشنل جیوگرافک سوسائٹی'' کے نام سے انجمن کا قیام عمل میں آیا جس کا پہلا صدر گارڈینر گرینی ہوبارڈ (Gardiner Greene Hubbard) کو چنا گیا۔ سوسائٹی کے موجودہ صدر جون ایم فاہائے جونیر (John M. Fahey, Jr.) اور چیئرمین گلبرٹ ایم گروزوینر (Gilbert M Grosvenor) ہیں۔ جبکہ جنوری 2011ء تک سوسائٹی کے پوری دنیا میں موجود ممبران کی تعداد 85 لاکھ (8.5 ملین) کے لگ بھگ تھی۔ سوسائٹی ایک غیر متعصب ادارہ ہے۔ اکتوبر 1888ء میں سوسائٹی کی تحقیقی سرگرمیوں کو عوام الناس تک پہنچانے کیلئے نیشنل جیوگرافک میگزین کا اجراء کیا گیا جو آج تک باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ سوسائٹی ایک غیر منافع بخش ادارہ ہے۔ اس کے میگزین کی آمدنی کا 80 فیصد میگزین پر خرچ ہوتا ہے جبکہ باقی کا 20 فیصد تحقیقی سرگرمیوں پر خرچ کیا جاتا ہے۔ یہ میگزین ماہانہ بنیاد پر انگریزی کے علاوہ دنیا کی نمایاں زبانوں میں بھی شائع ہوتا ہے۔ جنوری 2001ء میں سوسائٹی کا ''نیشنل جیوگرافک چینل'' کے نام سے ٹی وی چینل آن ائیر ہوا۔ یہ چینل بھی میگزین کی طرح دنیا کی ہر قابل ذکر زبان میں نشریات پیش کر رہا ہے۔''

(100 عظیم مہم جو صفحہ 690-691 از طارق عزیز خان)

(مرسلہ: ندیم احمد فرخ صاحب)

سب سے لمبی موٹر سائیکل

چین نے دنیا کی سب سے لمبی موٹر سائیکل تیار کی ہے۔ یہ 5.2 میٹر لمبی ہے اور اس پر 8 سے زائد افراد بآسانی بیٹھ سکتے ہیں۔

(روزنامہ دنیا 17 مئی 2014ء)

تعطیل

مورخہ 29 تا 31 جولائی 2014ء عیدالفطر کی قومی تعطیلات کی وجہ سے روزنامہ الفضل شائع نہ ہوگا۔ احباب کرام و ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔

☆......☆......☆

کریلا۔ ذیابیطس کا دیسی علاج

کریلا ایک معروف سبزی ہے جو پورے برصغیر میں اگائی اور کھائی جاتی ہے۔ اس سبزی کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک کا پھل لمبا اور دوسری قسم کا چھوٹا ہوتا ہے۔ لمبی قسم مستطیل نما اور زردی مائل سبز رنگ کی جبکہ دوسری قسم بیضوی اور گہرے سبز رنگ کی ہوتی ہے۔ کریلا ذیابیطس کے لئے دیسی علاج ہے۔ حالیہ طبی تحقیق کے مطابق اس میں انسولین سے مشابہ ایک مادہ پایا جاتا ہے۔ اسے نباتاتی انسولین کا نام دیا گیا ہے۔ یہ مادہ خون اور بول میں شوگر کی مقدار کو کم کرتا ہے۔ زیادہ بہتر نتائج کے لئے ذیابیطس کے مریضوں کو چار، پانچ کریلوں کا پانی روزانہ صبح نہار منہ پینا چاہئے۔

خون کے متعدد امراض جن میں فساد خون سے پھوڑے پھنسیاں نکلنا، خارش وغیرہ کا علاج کرنے میں کریلا بہت اہم ہے۔ تازہ کریلوں کا جوس (پانی) ایک کپ اور ایک چمچہ لیموں کا رس ملا کر نہار منہ پینا مفید ہے۔

موسم گرما میں لاحق ہونے والے ہیضہ اور اسہال کے ابتدائی مرحلوں میں کریلوں کے پتوں کا تازہ جوس شفا بخش دوا ہے۔

کریلوں کو بطور سالن استعمال کے لئے ان کی کڑواہٹ کو کم کرنے کے لئے، چھیلے ہوئے کریلے کو نمک والے پانی میں بھگونے سے کڑواہٹ کم ہو جاتی ہے۔

ربوہ میں سحر و افطار 28 جولائی

انتہائے سحر	3:47
طلوع آفتاب	5:19
زوال آفتاب	12:15
وقت افطار	7:11

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

28 جولائی 2014ء

6:00 am	درس القرآن 22 دسمبر 1998ء
8:55 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جولائی 2014ء
4:00 pm	درس القرآن
9:00 pm	راہ ھدیٰ

اہل ربوہ کو دل کی گہرائیوں سے عید مبارک
اٹھوال فیبرکس
بوتیک وفینسی ورائٹی کا مرکز
پروپرائٹر: اعجاز احمد طاہر اٹھوال 0333-3354914
ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF JEWELLERS SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092476212515
15 London Rd, Morden Sm4 5Ht
00442036094712

سٹی پبلک سکول دارالصدر جنوبی ربوہ سابقہ الصادق بوائز
محکمہ تعلیم اور فیصل آباد بورڈ سے منظور شدہ
- سائنس اور کمپیوٹر لیب اور لائبریری
- ماہرین تعلیم کی سرپرستی اور راہنمائی
- بچوں اور والدین سے مشاورت اور رابطہ
- میل اور فی میل اساتذہ کی ضرورت ہے
کلاس ششم تا نہم داخلہ جاری ہے
رابطہ: پرنسپل 047-6214399,6211499

FR-10

کرسی پر بیٹھ کر صرف 1 منٹ کیلئے میجک سٹک پکڑیں اپنا Body Analysis بذریعہ کمپیوٹر حاصل کریں۔
بلحاظ قد وزن جسم اور پیٹ پر چربی کی مقدار HIP/WAIST تناسب کی صورتحال
BM1 اور BMR بازوؤں اور ٹانگوں میں توازن کی کیفیت وٹامنز کی کمی بیشی
معدنیات MINERALS کی صورتحال یہ سب WHO کے مقرر کردہ معیار کے مطابق حاصل کریں
FINE & THE BEST FB
F.B ہومیو سنٹر فارکرانک ڈیزیز طارق مارکیٹ ربوہ
0300-7705078

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
انٹرنیشنل موٹرز لاہور
تمام جاپانی گاڑیوں کے پرزہ جات دستیاب ہیں

عید منائیں سج دھج کے
جینٹس، لیڈیز اور چلڈرن عید کی ورائٹی کیلئے تشریف لائیں
سروس شوز پوائنٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
/servisshoespointrabwah

سمیع سٹیل ٹریڈرز
مینوفیکچرز اینڈ جنرل آرڈر سپلائزر
اعلیٰ قسم کے لوہے کی چوکھاٹ کا مرکز
ڈیلرز: G.P_C.R.C_H.R.C شیٹ اینڈ کوائل

وردہ فیبرکس
وردہ فیبرکس کی طرف سے دنیا بھر کے تمام احمدی بہن بھائیوں کو دلی طور پر عید مبارک
ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ عید سب کے لئے بابرکت کرے اور ہر احمدی کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ جماعت کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔
چیمہ مارکیٹ بالمقابل الائیڈ بینک اقصیٰ روڈ ربوہ
0333-6711362

تمام احباب جماعت کو دل کی گہرائیوں سے عید مبارک
الرفیع بینکوئیٹ ہال
فل ائیر کنڈیشنڈ • فیکٹری ایریا حلقہ سلام ربوہ • تمام سہولیات کے ساتھ
ربوہ کا پہلا شادی ہال جس میں مردوں اور خواتین کیلئے علیحدہ ہال
Hall: 047-6216041
Aleem uddin 0300-7713128

رشید برادرز گولبازار ربوہ
Shop: 047-6211584
Rasheed uddin 0300-4966814